خطبہ جمعہ

معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رازق و رزّاق کا تذکرہ

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان۔ دنیا بھر کی جماعتوں میں امریکہ اول نمبر پر ہے، پاکستان دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہا۔ جرمنی چوتھے نمبر پر آیا

۱۱۰ ممالک کے ۳ لاکھ ۵۵ ہزار سے زائد افراد وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں

جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو جماعت کے لئے غیر معمولی ترقیات و فتوحات کا سال بنا دے اور اپنے بندے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے تھے ان کا فیض ہر احمدی کو پہنچتا رہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۴ر جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۴ر صلح ۱۳۸۱ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

تحریک جدید کے سال نو کے اعلان کے وقت مَیں نے اللہ تعالیٰ کی صفت رازق اور رزّاق کے موضوع پر خطبہ بیان کیا تھا۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے۔ اس موقع پر مَیں صفت رزاقیت کے مضمون ہی کو آگے بڑھاؤں گا اور جو حصہ باقی بچے گا وہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کیا جائے گا۔

پہلی آیت سورۃ الرعد کی ۲۷ویں آیت ہے ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ. وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ﴾۔ اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ اور وہ لوگ دنیا کی زندگی پر ہی خوش ہو گئے ہیں اور آخرت میں دنیا کی زندگی کی حقیقت ایک معمولی سامانِ عیش کے سوا کچھ نہ ہو گی۔

دوسرا ہے ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ لَهٗ. اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے اس کے لئے رزق تنگ کر دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اب سورۃ الروم کی آیت ۳۸ویں ہے۔ ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ. اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ یقیناً اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

پھر سورۃ السبا کی چالیسویں آیت ہے ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ. وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ تو کہہ دے کہ یقیناً میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور کبھی اس کے لئے رزق تنگ بھی کر دیتا ہے اور جو چیز بھی تم خرچ کرتے ہو تو وہی ہے جو اس کا بدلہ دیتا ہے اور وہ رزق عطا کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں (خوراک کی) قیمتیں بڑھ گئیں تو لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لئے قیمتیں مقرر فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہی قیمتیں مقرر فرمانے والا ہے، تنگی پیدا کرنے والا ہے، فراخی عطا کرنے والا ہے اور رزق دینے والا ہے۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ مَیں اپنے ربّ سے ایسے حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہو گا جو کسی خونی یا مالی جھگڑے کے بارہ میں ظلم کا الزام دے کر مجھ سے بدلہ کا مطالبہ کر سکے۔ (ترمذی. كتاب البيوع)

اس حدیث میں خاص طور پر یہ بات قابل ذکر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیان فرمودہ بہت ہی عمدہ اقتصادی اصول ہے۔ اقتصادی اصولوں کو جبراً حکومت کی وجہ سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی مہنگائی ہو رہی ہے تو زبردستی مہنگائی کم کریں گے تو وہ چیزیں ایک دم غائب ہو جائیں گی جو مارکیٹ سے کم سے کم کچھ مہنگی قیمت پہ مل تو جاتی تھیں۔ تو یہ ایسا بنیادی اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں یہ سبق ہمیشہ کے لئے ہمیں ملتا ہے کہ اقتصادیات پر جبر کوئی نہیں ہوا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انکار فرما دیا کہ مَیں ہرگز اقتصادی جبر نہیں کروں گا۔ جس قیمت پر جو ملتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قانون بنایا ہے اس کے مطابق عمل کرو۔

ابن ماجہ کتاب الادب میں ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر غم سے رہائی کی راہ نکال دیتا ہے اور ہر تنگی سے سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ گمان نہیں کر سکتا۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”قبض بسط رزق کا سِرّ ایسا ہے کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آ سکتا“۔ سمجھ میں نہیں آتا کیوں کسی کا رزق کم کیا گیا ہے، کیوں کسی کا رزق زیادہ کیا گیا ہے۔ ”ایک طرف تو مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں وعدے کئے ہیں مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو اللہ پر توکل کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ پھر ہے مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو اللہ تعالیٰ کیلئے تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا...... پھر باوجود ان وعدوں کے دیکھا جاتا ہے کہ کئی آدمی جو صالح اور متقی اور نیک بخت ہوتے ہیں اور ان کا شعارِ اسلام صحیح ہوتا ہے مگر وہ رزق سے تنگ ہیں۔ رات کو ہے تو دن کو نہیں، دن کو ہے تو رات کو نہیں......

اِس قسم کے واقعات ہوتے ہیں مگر تجربہ دلالت کرتا ہے کہ یہ امور خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے کئے ہیں کہ متقیوں کو خود اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان کیا ہے یہ سب سچے ہیں۔ اور سلسلۂ اہل اللہ کی طرف دیکھا جاوے تو کوئی ابرار میں سے ایسا نہیں ہے کہ بھوکا مرا ہو۔ مومنوں نے جن پر شہادت دی اور جن کو اتقیاء مان لیا گیا ہے یہی نہیں کہ وہ فقر و فاقہ سے بچے ہوئے تھے گو اعلیٰ درجہ کی خوشحالیاں نہ ہوں مگر اس قسم کا اِضطراری فقر و فاقہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ عذاب محسوس کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فقر اختیار کیا ہوا تھا مگر آپ ﷺ کی سخاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود آپؐ نے اختیار کیا ہوا تھا نہ کہ بطور سزا تھا۔ غرض اِس راہ میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ بعض ایسے لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ بظاہر متقی اور صالح ہوتے ہیں مگر رزق سے تنگ ہوتے ہیں۔ ان سب حالات کو دیکھ کر آخر یہی کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے تو سب سچے ہیں لیکن انسانی کمزوری ہی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔“

(الحكم. جلد ٦. نمبر ٣٠. بتاريخ ٢٤/ اگست ١٩٠٢ء. صفحه ١٠)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

”معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہِ نجات تقویٰ ہی ہے...... کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں مُنہمک اور مَست رہتے ہیں۔

مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر در حقیقت وہ ایک جلن اور دُکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر مَیں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں۔ وہ ایک سعیر اور سلاسل واغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔" (الحکم۔ جلد ۵۔ نمبر ۱۱۔ بتاریخ ۲۴/ مارچ ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا، اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہوگا۔ رزق کا خاص طور سے اِس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیں تو خدا (تعالیٰ) ان کو خود رزق پہنچادے۔" (البدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۲۸۔ بتاریخ ۳۱/ جولائی ۱۹۰۳ء۔ صفحہ اوّل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکّل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکّل کرے، مَیں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔"

(بدر۔ جلد ۶۔ نمبر ۳۸۔ بتاریخ ۱۹/ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۷)

پھر یہ آیت قرآنی ﴿قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلٰلٌ﴾ (ابراھیم: ۳۲) تو میرے اُن بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کریں پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)۔

جو علانیہ ہے یہ بھی دکھاوے کی خاطر نہیں ہے بلکہ اس غرض سے ہے تاکہ دوسروں کو بھی تحریک ہو۔ تو ہر شخص کی نیتوں کا حال اللہ بہتر جانتا ہے اگر اس نیت سے کوئی علانیہ بھی کرتا ہے کہ میرے علانیہ خرچ کرنے سے دوسروں کو تحریک ہوگی تو اس کی اجازت ہے۔ اگر کوئی مخفی اس لئے خرچ کرتا ہے کہ میرے نفس میں موٹائی نہ آجائے، مجھے اپنے نفس کی طرف سے دھوکہ نہ لگ جائے تو یہ اور بھی بہتر ہے۔ تو ہمارے چندوں کی تحریک میں بھی یہ دونوں طریق جائز ہیں۔ علانیہ بھی کئے جاتے ہیں۔ لیکن جو شخص دکھاوے کے لئے کرتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ پھر چندہ ادا نہیں کیا کرتے، وہ صرف وعدے بڑے بڑے لکھا دیتے ہیں پھر ان کو کبھی بھی چندہ ادا کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔

پھر سورۃ فاطر کی آیت ۳۰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ﴾ (سورۃ فاطر: ۳۰) یقیناً وہ لوگ جو کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور اعلانیہ بھی، وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

دیکھو دنیا کی تجارتیں تو تباہ ہوتی رہتی ہیں اور بڑی بڑی تجارتیں بھی، کتنی بڑی بھی ہوں، لاکھوں کروڑوں کی ہوں وہ بھی جب کام ٹوٹتا ہے تو پتہ بھی نہیں لگتا کہ پیسے گئے کہاں۔ بعض لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے ناجائز توقعات پر خرچ کرتے ہیں۔ ابھی تجارت شروع بھی نہیں ہوئی ہوتی، اس امید پر کہ تجارت کا مال بہت آئے گا، وہ اپنے خرچ بڑھا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہمیشہ بے برکتی ہوتی ہے۔ تو رزق کا حال تو اللہ بہتر جانتا ہے وہ دلوں کو جانتا ہے اس لئے اس کے مطابق ان سے سلوک کرتا ہے۔ اس لئے یہ خیال غلط ہے کہ کوئی کہہ دے کہ نیک اولاد تھی پھر کیوں اس کو ایسا ہوا، اس کے دل کے اوپر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے وہ اگر دکھاوے لئے بات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں کبھی برکت نہیں ڈالے گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے ابن آدم! اگر تُو مال خرچ کرے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا اور اگر تُو اسے روکے گا تو یہ تیرے لئے بہت بُرا ہوگا۔ ہاں ایسی حالت میں تجھ پر کوئی ملامت نہیں کہ جب تُو بمشکل گزارہ کر رہا ہو اور تُو اُس سے شروع کر جس کا نان و نفقہ تیرے ذمہ ہے۔ اور (یاد رکھ کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند الانصار)

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: صدقہ (یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ) کیا کرو کیونکہ تم پہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب ایک شخص اپنا صدقہ (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا مال) لئے پھرے گا مگر جس کو وہ دیا جاتا ہے وہ کہے گا کہ اگر تُو اسے کل لاتا تو مَیں قبول کر لیتا مگر مَیں آج نہیں کروں گا۔

(سنن نسائی۔ کتاب الزکوٰۃ)

بخاری کتاب التمنّی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف دو آدمی ایسے ہیں جن کے بارہ میں حسد (یعنی رشک) جائز ہے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو۔ (اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے) کاش مجھے بھی ویسی چیز دی جاتی جو اُسے دی گئی ہے تو مَیں بھی ویسے ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو جس کو وہ وہاں خرچ کرتا ہے جہاں خرچ کرنے کا حق ہے (اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے) کاش مجھے بھی ویسی چیز دی جاتی جو اسے دی گئی تو مَیں بھی ویسے ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔ (بخاری۔ کتاب التمنّی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے خرچ میں سے کچھ خرچ کرتی ہے، بشرطیکہ اس سے فساد پیدا نہ ہو، تو اس کو اس کے خرچ کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا جبکہ اس کے خاوند کو بھی اس کا اجر ملے گا کیونکہ وہ مال وہی کما کر لایا ہے۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

اب شرط اس کی یہی ہے کہ مال خاوند نے کمایا ہو۔ بعض لوگ بیویوں کی کمائی پر بیٹھے رہتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور اس میں جو وہ خرچ کرتے ہیں اور ان کا کوئی خرچ نہیں ہے۔ اصل خرچ وہی ہے جو خاوند کما کر لائے اور اس میں سے بیوی ہاتھ روک کر کچھ بچائے اور پھر صدقہ خیرات کرے تو اس کی جزا دونوں کو ملتی ہے، خاوند کو بھی اور بیوی کو بھی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اے ایمان والو! تم ان مالوں میں سے لوگوں کو بطریق سخاوت یا احسان یا صدقہ وغیرہ دو، جو تمہاری پاک کمائی ہے یعنی جس میں چوری یا رشوت یا خیانت یا غبن کا مال یا ظلم کے روپیہ کی آمیزش نہیں۔ اور یہ قصد تمہارے دل سے دُور رہے کہ ناپاک مال لوگوں کو دو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اپنی خیرات اور مروّت کو احسان رکھنے اور دکھ دینے کے ساتھ باطل مت کرو یعنی اپنے ممنون منّت کو کبھی یہ نہ جتلاؤ کہ ہم نے تجھے یہ دیا تھا اور نہ اس کو دُکھ دو کہ اس طرح تمہارا احسان باطل ہوگا۔ اور نہ ایسا طریق پکڑو کہ تم اپنے مالوں کو ریاکاری کے ساتھ خرچ کرو۔...... سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ تکلیفوں اور کم آمدنی کی حالت میں اور قحط کے دنوں میں سخاوت سے تنگ دل نہیں ہو جاتے بلکہ تنگی کی حالت میں بھی اپنے مقدور کے موافق سخاوت کرتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی پوشیدہ خیرات کرتے ہیں اور کبھی ظاہر۔ پوشیدہ اس لئے کہ تا ریاکاری سے بچیں اور ظاہر اس لئے کہ تا دوسروں کو ترغیب دیں۔ خیرات اور صدقات وغیرہ پر جو مال دیا جائے اس میں یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ پہلے جس قدر محتاج ہیں ان کو دیا جائے۔ ہاں جو خیرات کے مال کا تعہّد کریں یا اس کے لئے انتظام و اہتمام کریں، اُن کو خیرات کے مال سے کچھ مال مل سکتا ہے"۔

مطلب ہے اب خیرات کے مال کا انتظام کرنے والے جو لوگ ہیں ان کے لئے، خواہ صدقہ اکٹھا کر رہے ہوں اس مال میں سے کچھ اپنی ذات پر خرچ کرنا اپنی ضرورت کے لئے یہ ان کے لئے صدقہ ہرگز نہیں ہے، یہ اپنے کام کی محنت کا اجر ہے۔

"اور نیز کسی کو بدی سے بچانے کے لئے بھی اس مال میں سے دے سکتے ہیں۔ ایسا ہی وہ مال غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے اور محتاج اور قرضداروں اور آفت زدہ لوگوں کی مدد کے لئے بھی اور دوسری راہوں میں جو محض خدا کے لئے ہوں وہ مال خرچ ہوگا۔ تم حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ بنی نوع کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے۔ غریبوں کا حق ادا کرو۔ مسکینوں کو دو۔ مسافروں کی خدمت کرو۔ اور فضولیوں سے اپنے تئیں بچاؤ یعنی بیاہوں شادیوں میں اور طرح طرح کی عیاشی کی جگہوں میں اور لڑکا پیدا ہونے کی رسوم میں جو اسراف سے مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے اپنے تئیں بچاؤ۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸)

پھر سورۃ المنافقون کی آیت ہے: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (سورۃ المنافقون آیت ۱۱) اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ مومن کو اُس کی کسی نیکی کا اجر کم کر کے نہیں دیتا۔ اُسے اُس نیکی کے بدلے میں دنیا میں بھی رزق ملتا ہے اور اس کے علاوہ آخرت میں بھی اُس کی جزا اُسے ملے گی۔ لیکن کافر کو اُس کے اچھے کاموں کے بدلہ میں بس اس دنیا میں ہی کچھ کھلا پلا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اُس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کی اُسے نیک جزا دی جائے۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

بخاری کتاب الزکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو اشخاص کی طرح ہے جنہوں نے لوہے کے ایسے زرہ نما جبے پہنے ہوں جو صرف چھاتی سے گلے تک ہوں۔ خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کا جبہ کھلتا جاتا ہے یا یہ فرمایا کہ وہ جبہ اُس کی جلد پر پھیلتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کی پوروں کو بھی ڈھانپ لیتا ہے اور گویا اس کو اپنے اندر بالکل غائب کر لیتا ہے۔ اور بخیل جب بھی ارادہ کرتا ہے کہ خرچ سے ہاتھ روکے تو اس جبے کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر اس کے جسم کے ساتھ اور تنگ ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ جبہ کھلا ہو جائے مگر وہ کھلا نہیں ہوتا۔

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"رزق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلاء کے طور پر، دوسرے اصطفاء کے طور پر۔ رزق ابتلاء کے طور پر تو وہ رزق ہے جس کو اللہ سے کوئی واسطہ نہیں رہتا بلکہ یہ رزق انسان کو خدا سے دُور ڈالتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر کے فرمایا ہے لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ تمہارے مال تم کو ہلاک نہ کر دیں۔ اور رزق اصطفاء کے طور پر وہ ہوتا ہے جو خدا کے لئے ہو۔ ایسے لوگوں کا متولی خدا ہو جاتا ہے اور جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے وہ اس کو خدا ہی کا سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں۔ صحابہؓ کی حالت دیکھو! جب امتحان کا وقت آیا تو جو کچھ کسی کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے اوّل کمبل پہن کر آگئے۔ پھر اُس کمبل کی جزا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی کہ سب سے اوّل خلیفہ وہی ہوئے۔ غرض یہ ہے کہ اصلی خوبی، خیر اور رُوحانی لذت سے بہرہ ور ہونے کے لئے وہی مال کام آسکتا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جاوے۔" (الحکم۔ جلد ۳۔ نمبر ۲۲۔ بتاریخ ۲۳؍ جون ۱۸۹۹ء۔ صفحہ اوّل)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ یہ اس زمانہ کی خواب ہے جب مَیں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی اور اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم کر رکھا ہے اور اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں اور نان سے مَیں نے یہ تعبیر کی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانی سے ہم کو پراگندہ نہیں ہونے دے گا۔ چنانچہ سال ہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے"۔ (حوالہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں جو نشانات تحریر فرماتے ہیں ان میں سے ایک سو بائیس نمبر پر یہ نشان ہے:

"عرصہ تمیں برس کے قریب گزرا کہ ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دوکان کے مشابہ ہے اور شاید اس پر چھت بھی ہے اس میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں یہ گزرا کہ یہ فرشتہ ہے۔ اس نے مجھے بلایا یا مَیں خود گیا یہ یاد نہیں لیکن جب میں اس چبوترہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کی مقدار پر تھا اس نے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا یہ نان لو، یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ سو دس برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہو گیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آکر رہے تو اسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتہ نے دی تھی دو وقت ہمیں غیب سے ملتی ہے۔ کئی عیال دار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں، کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگر سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں اور اوسط تعداد روٹی کھانے والوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہماندار کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ سو ماہوار ہو جاتا ہے۔ مگر اور بہت سے متفرق خرچ ہیں جو اس کے علاوہ ہیں یہ خدا کا معجزہ بیس برس سے مَیں دیکھ رہا ہوں غیب سے ہمیں روٹی ملتی ہے۔ اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئے گی لیکن آجاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے مگر خدائے کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے۔ تو جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے دعوت بھیجتا ہے۔ پس ہر روز دعوت اس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے"۔

(حوالہ)

اس زمانہ میں تین سو مہمان روزانہ لنگر خانہ میں آنا ایک بہت بڑی چیز تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکْلِی   وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِی

یعنی دستر خوانوں کا پس خوردہ میری خوراک ہوا کرتا تھا یعنی آپ کی کوئی دلچسپی نہیں تھی گھر کی چیزوں میں اور کھانے میں۔ دستر خوان سے ان کے جو بچتا تھا وہ ان کی والدہ یا والد آپ کے لئے بھجوا دیا کرتے تھے اور اس میں سے بھی آپ غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جیب میں چنے ڈالے ہوئے ہیں روٹی اپنی غریبوں کو دے دی اور وہی چنے کھا کے گزارہ کیا۔ آج کہتے ہیں دیکھو کتنے گھروں کو مَیں کھلانے والا بن گیا ہوں۔ اب سب دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر جاری ہیں ان کا حساب کریں تو بلاشبہ لاکھوں بلکہ اب کروڑوں ایسے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس لنگر سے لقمے کھا رہے ہیں جو خدمت خلق کی وجہ سے آپ نے خدا کی خاطر جاری کیا۔

الہام نومبر ۱۸۸۱ء: "محرم ۱۲۹۹ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ میں ہم کو خواب میں یہ دکھائی دیا کہ کسی صاحب نے مدد کتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہیں"۔ اب یہ دلچسپ بات ہے کہ "اُسی رات ایک آریہ (لالہ شرمپت) صاحب نے بھی ہمارے لئے خواب دیکھی کہ کسی نے مدد کتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے۔ اور جب انہوں نے خواب بیان کی تو ہم نے اُسی وقت اُن کو اپنی خواب بھی سنا دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تمہاری خواب میں انیس حصے جھوٹ مل گیا ہے اور یہ اسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دین اسلام سے خارج ہو۔ شاید اُن کو گراں ہی گزرا ہوگا مگر بات سچی تھی۔ جس کی سچائی پانچویں یا چھٹی محرم میں ظہور میں آگئی۔ یعنی پنجم یا ششم محرم الحرام میں مبلغ پچاس روپیہ،

جن کو جوناگڑھ سے شیخ محمد بہاؤالدین صاحب مدارالمہام ریاست نے کتاب کے لئے بھیجا تھا، کئی لوگوں اور ایک آریہ کے رُوبرو پہنچ گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۵۵۔۲۵۶۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

تین جون ۱۹۰۳ء کا الہام ہے: "اِنِّیْ مَعَكَ وَ مَعَ اَهْلِكَ. اِنِّی مَعَ كَثْرَةِ رِزْقِكَ۔ یقیناً میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے کثرت رزق کے ساتھ ہوں۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۴۷۳۔ ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

پھر ۳؍ مارچ ۱۹۰۵ء: -"وہ رات جس کے بعد جمعہ ۳؍ مارچ ۱۹۰۵ء ہے ایک بجنے کے بعد ۳۵ منٹ پر اس رات میں نے خواب دیکھا کہ کچھ روپیہ کی کمی اور سخت مشکلات پیش ہیں۔ اور بہت فکر دامنگیر ہے۔ میں کسی کو کہتا ہوں کہ ایک کاغذ بناؤ جس میں لکھا ہو کہ جمع یہ تھا اور خرچ یہ ہوا۔ کوئی میری بات کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور سامنے ایک شخص کچھ حساب کے کاغذات لکھ رہا ہے۔ میں نے شناخت کیا کہ یہ تو کچھی داس جمع خرچ نویس ہے جو کسی زمانہ میں خزانہ سیالکوٹ میں اسی عہدہ پر نوکر تھا۔ میں نے اس کو بلانا چاہا۔ وہ بھی نہ آیا، لاپرواہ رہا۔ اور میں نے دیکھا کہ روپیہ کی بہت کمی ہے۔ کسی طرح بات نہیں بنتی۔ اسی اثناء میں ایک صالح مرد سادہ طبع سادہ پوش آیا۔ اس نے اپنی بھری ہوئی مٹھی روپیہ کی میری جھولی میں ڈال دی اور ایسے جلدی چلا گیا کہ میں اس کا نام بھی نہیں پوچھ سکا۔ مگر پھر بھی روپیہ کی کمی رہی۔ پھر ایک اَور صالح مرد آیا جو محض نورانی شکل سادہ طبع کوٹلہ کے ایک صوفی کی شکل کے مشابہ تھا جس کا نام غالباً کرم الٰہی یا فضل الٰہی ہے۔ جس نے کرتہ نیچ کر ہمیں روپیہ دیا تھا۔ صورت انسان کی ہے مگر علیحدہ خلقت کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپیہ سے بھر کر میری جھولی میں وہ روپیہ ڈال دیا۔ اور وہ بہت سارو پیہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا: آپ کا نام کیا؟ اس نے کہا: نام کیا ہوتا ہے، نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا: کچھ بتلاؤ، نام کیا ہے؟۔ اُس نے کہا: ٹیچی۔"

یہ وہ لفظ ہے الہام کا جس پہ غیر احمدی علماء بہت مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا ہے: "ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا"۔ (حقیقۃالوحی۔ صفحہ ۳۳۲)

"اور میں اُس وقت چشم پُر آب ہو گیا کہ ہماری جماعت میں ایسے بھی ہیں جو اس قدر روپیہ دیتے ہیں اور نام نہیں بتلاتے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ تو آدمی نہیں ہے، یہ تو فرشتہ ہے۔ اور جب بہت سے مال کا نظارہ میرے سامنے آیا۔ میں نے کہا: میں اس میں سے منظور محمد کی بیوی کو دوں گا کہ وہ حاجتمند ہے اور جب میں نے یہ خواب دیکھا، اس وقت رات کا ایک بج کر اُس پر ۳۵ منٹ زیادہ گزر چکے تھے۔" (کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۳۹۔ الحکم۔ جلد ۹۔ نمبر ۱۰۔ بتاریخ ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۵ء۔ ریویو آف ریلیجنز۔ جلد ۴۔ نمبر ۳۔ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء)

اب یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو الہامات کے ذریعہ جو روپیہ ملا ہے یہ اب تو بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس وقت تو چند روپے بھیجنے والے کہا کرتے تھے ہمارا نام نہ لینا لیکن اب لکھو کھہا روپیہ مجھے بھجوایا جاتا ہے اور اس شرط کے ساتھ کہ ہمارا نام نہ لینا۔ ایک موقع پر ایک دوست نے پچاس لاکھ روپیہ مجھے بھجوایا اور یہ کہا کہ یہ آپ خرچ کریں خدا کی راہ میں اور میرا نام نہ لیں۔ تو اب دیکھیں کہیں پانچ پانچ روپے یا دس دس روپے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اتنی قدر فرمائی تھی اور اب پچاس پچاس لاکھ بھیجنے والے بھی اپنا نام بتانے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے انہی تھوڑے سے روپوؤں کی برکت ہے۔ اس سے نفس کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہوں یہ روپے وہی روپے آ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اب اس کے بعد میں وقف جدید کے سال نو کا اعلان کرتا ہوں۔

وقف جدید کا چوالیسواں سال ۳۱؍ دسمبر ۲۰۰۱ء کو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچا ہے اور ہم یکم؍ جنوری ۲۰۰۲ء سے وقف جدید کے پینتالیسویں سال میں داخل ہو گئے ہیں۔

وقف جدید کی تحریک ۲۷؍ دسمبر ۱۹۵۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے جاری فرمائی تھی۔ پھر ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے وقف جدید میں دفتر اطفال جاری فرمایا۔

آغاز میں تو یہ تحریک صرف پاکستان اور ہندوستان کے لئے ہی تھی، پھر میں نے ۲۵؍ دسمبر ۱۹۸۵ء کو اس تحریک کو پوری دنیا کے لئے وسیع کر دیا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے 110 ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔

رپورٹوں کے مطابق ۳۱؍ دسمبر ۲۰۰۱ء تک وقف جدید کی کُل وصولی ۱۳؍ لاکھ ۸۲ ہزار پاؤنڈ ہے۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ایک لاکھ ۳۰؍ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ الحمد للہ۔ وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد ۳؍ لاکھ ۵۵؍ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور صرف گزشتہ ایک سال کے دوران وقف جدید میں ۵۷؍ ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافہ میں ایک بڑی تعداد ہندوستان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہندوستان کے نومبایعین سے تعلق رکھتی ہے۔

امریکہ کی جماعت نے امسال بھی ہمیشہ کی طرح وقف جدید میں دنیا بھر کی جماعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور اپنا اولیت کا اعزاز برقرار رکھا ہے۔ پاکستان نے حسب سابق اپنی دوسری پوزیشن کو قائم رکھا ہے تاہم اپنے ٹارگٹ سے بڑھ کر نمایاں قربانی کی توفیق پائی ہے۔ جرمنی کی جماعت گزشتہ کئی سالوں سے تیسرے نمبر پر آتی رہی ہے لیکن اس سال ماشاء اللہ انگلستان کی جماعت نے جرمنی کو ۵۴ ہزار ۲۰۰ پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے اور بالآخر دنیا بھر کی جماعتوں میں تیسری پوزیشن حاصل کر لی ہے۔

یہ اس سال کا بہت بڑا Upset ہے۔ اب امید ہے کہ ہمارا یہ جو انگلستان کا آگے قدم ہے اس کو وہ آگے ہی رکھیں گے اور جرمنی کو ملنے نہیں دیں گے۔ دونوں گھوڑے ہماری جماعت ہی کے ہیں مگر خدا نے جس گھوڑے کو نکلنے کی توفیق دی اس کا احسان ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں امریکہ، پاکستان، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، بھارت، سوئٹزرلینڈ، انڈونیشیا، بلجیم اور ماریشس۔

پاکستان کی جماعتوں میں وقف جدید کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے کراچی چندہ بالغان اور دفتر اطفال دونوں پہلوؤں سے اول رہا ہے۔ جبکہ چندہ بالغان میں دوسرے نمبر پر لاہور اور تیسرے نمبر پر ربوہ کی جماعتیں آئی ہیں اور دفتر اطفال میں دوسرے نمبر پر ربوہ اور تیسرے نمبر پر لاہور کی جماعتیں آئی ہیں۔ کراچی دونوں صورتوں میں اول ہے۔ پاکستان میں چندہ بالغان میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلے دس اضلاع یہ ہیں: اسلام آباد، فیصل آباد، شیخوپورہ، گجرات، راولپنڈی، گوجرانوالہ، سرگودھا، سیالکوٹ، میرپور خاص اور بہاولنگر۔

پاکستان میں دفتر اطفال میں مجموعی لحاظ سے بالترتیب پہلے دس اضلاع سیالکوٹ، گوجرانوالہ، اسلام آباد، راولپنڈی، شیخوپورہ، فیصل آباد، میرپور خاص، سرگودھا، نارووال اور پھر حیدر آباد۔ اب حیرت انگیز ہے، سیالکوٹ کے متعلق توقع نہیں تھی کہ ماشاء اللہ وہ اس میدان میں بہت آگے نکل جائے گا نمبر ایک پر آگیا ہے۔

یہ خطبہ اس سال کا پہلا خطبہ تھا اس کے ذریعہ میں تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو عالم اسلام اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے لئے غیر معمولی ترقیات اور فتوحات کا سال بنادے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جو وعدے کئے تھے ان کا فیض ہر احمدی کو پہنچتا رہے۔